برصغیر میں دینی وتاریخی علوم کاارتقاء(فیروز شاہ تغلق کے عہد کا خصوصی مطالعہ)

ڈاکٹر کلثوم پراچہ**ڈاکٹر منزہ حیات *

Abstract

In Tughluq regime (1320-1414) of Sub-Continent, rulers paid much attention towards education and encouraged Scholars for the purpose. Therefore a lot of work was produced on religion and history. Thus we claim that besides welfare work by Tughluq rulers, there was promotion of education as well. Critical analysis of religious and historical work has been made in this article of period in Feroz Shah Tughluq regime (1351-1388). Feroz Shah was a prolific writer and knowledge explorer person. His famous book Fatohaat -e-Feroz Shahi is considered his one of the most distinctive compilation. Famous scholars and historians got attached with his kingdom in his regime. There was a translation department with a huge Library in which translation of other books in different languages was done. The books which have been written on Tafseer, Ahadith, Fiqh and History have been most important in the under study ruling period. In this article the evolution of religious and historical studies has been analyzed in his regime.

Key Words: Feroz Shah Tughluq Regime, Religious work, History books

برصغیر میں شمال مغربی حصہ سے مسلمانوں کی آمد محمود غزنوی(۹۹۷ء۔۱۰۳۰ء) کے دور میں ہوئی لیکن جس مسلمان بادشاہ نے برصغیر میں مضبوط اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی،وہ شہاب الدین محمد غوری (۱۱۷۳ء۔۱۲۰۶ء) تھا۔شہاب الدین غوری کی وفات کے بعد اس کا غلام قطب الدین ایبک برصغیر کا پہلا مسلمان خود مختار بادشاہ (۱۲۰۶ء۔۱۲۱۰ء)بن گیا اور خاندان غلاماں (۱۲۰۶ء۔۱۲۹۰ء) کا بانی کہلایا۔یوں سلطنت دہلی کی مستقل حیثیت قائم ہوئی۔خاندان غلاماں کے بعد خلجی سلاطین (۱۲۹۰ء۔۱۳۲۰ء) نے برصغیر میں تیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد تغلق سلاطین (1)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تقابل ادیان، دی ویمن یونیورسٹی، ملتان

(1320ء۔1414ء) نے برصغیر میں چورانوے برس حکومت کی ۔دہلی کی سلطنت دو سو سال سے زیادہ (1206ء۔1414ء) قائم رہی اور تقریباً ایک سواسی سال اسے عروج رہا۔ برصغیر کے تغلق دور حکومت میں تغلق حکمرانوں نے شعبہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی اور ملک میں علمی شخصیات کی حوصلہ افزائی کی۔ تغلق عہد حکومت میں دینی وتاریخی حوالے سے کافی کام ہوا۔اس حوالے سے اگر یہ کہا جائے کہ تغلق خاندان کا یہ دور علمی اور رفاہ عامہ کے لئے سنہری دور تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ تغلق عہد میں فیروز شاہ تغلق (2) کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک علم دوست اور صاحب تصنیف بادشاہ تھا چنانچہ فتوحات فیروز شاہی اس کی مشہور تصنیف شمار ہوتی ہے۔اس کے دربار سے اس دور کے مشہور علماء، اور مؤرخ وابستہ رہے۔ فیروز شاہ کے دور میں ایک دارالترجمہ وکتب خانہ بھی قائم تھا جس کے تحت دوسری زبانوں کی کتب کے تراجم کئے جاتے تھے۔(3)

فیروز شاہ تغلق کو علم نجوم میں گہری دلچسپی تھی اس حوالہ سے اس کا وسیع مطالعہ تھا، وہ اکثر ستاروں سے متعلق اس وقت کے ماہرین نجوم سے معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔ جوالا مکھی کے مندر میں فیروز شاہ کو نجوم پر ایک سنسکرت کی کتاب ملی جسے اس نے عزالدین خالد خانی نامی شاعر سے نظم میں ترجمہ کرایا اور اس کتاب کا نام "دلائل فیروز شاہی" رکھا، یہ کتاب اس وقت دستیاب نہیں۔(4) فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں جن دینی موضوعات پر کتب تحریر کی گئیں ان میں تفاسیر، کتب احادیث، فقہی کتب کی شروحات و فتاویٰ اور کتب تاریخ کی طرف بھی خاصی توجہ رہی۔ زیر نظر مقالہ میں ان موضوعات وذیلی موضوعات پر مشتمل کتب ومؤلفین کا تعارف کروایا گیا ہے۔

الف:۔ تفسیری موضوعات پر لکھی جانے والی کتب

قرآن وحدیث کے علوم کو ہر دور میں دینی علوم میں اساسی حیثیت حاصل رہی ہے۔ان علوم کی تشریح وتائید کے لیے جو علوم پیدا ہوئے وہ بھی دینی علوم کہلاتے ہیں ۔ دوسرے درجے کے ان علوم کو ذیلی دینی علوم کہنا زیادہ مناسب ہے۔علوم دینیہ (اصلی وذیلی) میں جن انواع کو شامل کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔علوم القرآن، علوم الحدیث، علوم الفقہ، علم المیراث، علم العقائد، علم تصوف، علم الکلام، علم اخلاق وآداب اور علم النفس (یا علم الروح) جس میں بعض علماء نے علم رؤیا کا شامل کیا، اگرچہ تعبیر رؤیا کا علم ایک جدا علم کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔قرآنی علوم میں علم تفسیر کی اہمیت سے ہر کوئی واقف ہے۔ علم تفسیر کے ذریعے قرآن کریم کا فہم وادراک حاصل کیا جاتا ہے اور اس کے احکام ومصالح معلوم کیے جاتے ہیں۔ علم تفسیر میں مختلف علوم سے مدد لی جاتی ہے۔ مثلاً علم لغت، علم نحو وصرف، علم البیان، اصول الفقہ، علم القراءت، علم اسباب النزول اور ناسخ ومنسوخ سے واقفیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ تغلق دور حکومت میں

قرآنی علوم پر جو کتب تحریر کی گئیں ان میں قرآن حکیم کی کئی تفاسیر بھی شامل ہیں۔ذیل میں ان تفسیری کتب کا تعارف دیا جارہاہے۔

1۔ تفسیر تاتارخانی

تغلق دور حکومت کی انتظامیہ کا اہم ترین شخص تاتارخان (م1357ء) تھا۔(5) اس کی اہمیت کا اندازہ لگایاجاسکتا ہے کہ شاہی دربار میں اس کی نشست بادشاہ کے دائیں ہاتھ تھی۔ حکومت کے تمام اہم امور میں تاتارخان کا کلیدی کردار ہوتا تھا۔تاتارخان نے تین سلاطین کے ادوار پائے۔ غیاث الدین تغلق(1320ء۔1325ء)، محمّد بن تغلق اور فیروزشاہ تغلق،تینوں سلاطین امور مملکت میں تاتارخان سے مشاورت کرتے تھے۔تاتارخان ہمیشہ علماء اور فضلاء کی صحبت میں رہتا تھا۔اس نے اپنی زندگی میں بہت سے علمی کام کیے۔اس نے ایک تفسیر مدون کرنے کاارادہ کیا،اس مقصد کے لئے اس نے علماء کی ایک جماعت کو اکٹھا کیا،انہوں نے تمام ائمہ تفاسیر کے اختلافات نقل کرکے ہر آیت کی تفسیر کے بارے میں ان کے اختلاف کو اس تفسیر میں بیان کردیا۔ہر اختلاف کا حوالہ دے کر صاحب تفسیر کے بارے میں بھی بتایا گیا۔اس تفسیر کو مرتب کرنے میں بہت محنت صرف ہوئی گویااس دور کی تمام تفاسیر کو اس میں جمع کردیا گیا۔مرتب کرنے کے بعد اس کا نام تفسیر تاتارخانی رکھا گیا۔ یہ کتاب اپنے دور کی عمدہ تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔(6)

2۔ کشف الکشاف

قرآن حکیم کی یہ تفسیر شیخ مخلص بن عبداللہ دہلوی نے لکھی جن کا لقب شیخ حمیدالدین(م1363ء) تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی دولت سے نوازا اور تحقیق کی نعمت عطا کی۔آپ علماء و محققین کی جماعت میں بلند مرتبہ پر پہنچے۔علوم شرعیہ میں ماہر تھے۔ان کی وفات سن 1363ء میں ہوئی۔(7)

3۔ لطائف التفسیر

شیخ قاسم بن عمر دہلوی نے "لطائف التفسیر" کے عنوان سے چودہویں صدی عیسوی میں قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی تھی یہ تفسیر قرآن مجید کے لطائف واسرار اور معارف سے متعلق ہے۔شیخ قاسم بن عمر دہلوی شیخ نظام الدین اولیاء(م1324ء)(8) کے بھانجے تھے۔دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔مولانا جلال الدین دہلوی(9) سے قرآن حفظ کیا،باقی علوم کی تحصیل بھی انہی سے کی۔آپ نہایت پاکیزہ سیرت کے مالک تھے۔(10)

4۔ رسالہ فی آیات الاحکام من القرآن الکریم

شیخ علی بن شہاب الدین بن محمد بن حسنی ہمدانی (1314ء۔1386ء) حضرت علیؓ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے شیخ نجم الدین ابوالیاس محمد بن احمد الموفق اذکانی سے علم حاصل کیا۔ حدیث کا علم بھی انہیں سے اخذ کیا۔ طریقت اور تصوف کیلئے شیخ شرف الدین محمد بن عبداللہ اور شیخ تقی علی دوسی کی شاگردی اختیار کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سیاحت کے لیے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ اس دوران کئی بڑے علمائے کرام سے فیض حاصل کیا۔ ان علماء کی تعداد کئی سو بتائی جاتی ہے۔ شیخ علی بن شہاب الدین ہمدانی خراسان بھی گئے۔ وہاں حکمت اور فلسفے کی تعبیر کے سلسلے میں آپ کے اور تیمور بادشاہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوگئے جس کے نتیجہ میں آپ 1373ء میں اور بعض روایات کے مطابق 1380ء میں اپنے سات سو تلامذہ کے ہمراہ کشمیر آگئے۔ کشمیر میں تبلیغ اسلام اور تدریس میں مصروف رہے۔ آپ کی مختلف علوم پر کئی کتب ہیں جن میں سے ایک آپ کا ایک رسالہ فی آیات الاحکام من القرآن الکریم ہے۔(11)

5۔ سید محمد بن یوسف حسینی گیسودراز کا تفسیری کام

سید محمد بن یوسف حسینی (1321ء۔1425ء) اپنے دور کے معروف عالم دین تھے اور گیسودراز(12) لقب تھا۔ آپ 1321ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید محمد یوسف حسینی عرف سید راجا تھا، والدہ کا نام بی بی رانی تھا۔ 1328ء میں جب محمد تغلق نے دولت آباد کو دار لحکومت بنایا اور تمام لوگوں کو دولت آباد جانے کا حکم ہوا تو آپ کے والد اپنے اہل وعیال کے ساتھ دولت آباد چلے گئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، والد کے انتقال کے بعد آپ کے ماموں سید محمد ابراہیم نے آپ کی تعلیم وتربیت اور کفالت کی۔ جب آپ کی عمر پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر دہلی آگئیں۔ دہلی میں سید محمد حسینی نے مشہور اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ علوم ظاہری کی تکمیل آپ نے قاضی عبدالمقتدر تھانیسری سے کی اور نہایت چھوٹی عمر میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی (13) سے علوم باطنی کے حصول کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے علوم باطنی کے حصول میں بہت محنت کی۔ حضرت چراغ دہلی نے 1357ء میں وفات پائی اور وفات سے تین دن پہلے سید محمد حسینی کو خلیفہ بنایا۔ آپ طویل عرصہ دہلی میں رہے۔ آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف بہت توجہ دی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد آپ کی عمر کے برابر ایک سو پانچ بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے اب بہت سی کتب نایاب ہیں۔ تفسیر، فقہ، حدیث، اصول حدیث، ادب میں بہت سی کتب لکھیں۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو میں مہارت حاصل تھی۔ آپ نے ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام "تفسیر ملتقط" تھا۔ اس تفسیر کے کچھ حصے لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانے میں ہیں۔ اور کچھ حصے انڈیا آفس لائبریری میں

موجود ہیں۔جن کا ذکر Ottoloth نے اپنی انڈیاآفس کی فہرست میں جو1877ء میں شائع ہوئی اس میں کیا ہے۔اس فہرست کے مطابق مخطوطہ نمبر (111،110،109) اسی تفسیر کے اجزاء ہیں۔ یہ تفسیر تین اجزاء کے تحت بیان ہوئی ہے:۔1۔حقائق(صوفیانہ علوم) 2۔لطائف(علمی نکات)3۔ملتقط(دیگر کتب یا شخصیت کے اقوال کا انتخاب) (14)

اس تفسیر کے علاوہ سید محمد گیسودراز نے قرآن کریم کی تفاسیر پر جو کام کیا وہ درج ذیل ہے:۔

1۔تفسیر القرآن الکریم(علی لسان المعرفۃ)

2۔تفسیر القرآن(علی منوال الکشاف)

3۔کشاف کے پانچ اجزاء پر حواشی

آپ نے اپنی تصانیف کے ذریعہ برصغیر میں اسلامی شریعت کو پھیلانے کی بہت کوشش میں مصروف رہے۔(15)آپ کے ملفوظات کوآپ کے بیٹے سید حسین المعروف سید محمد اکبر حسینی نے جمع کر کے شائع کیا۔ان ملفوظات میں سید محمد گیسودراز کی ان مشکلات کا ذکر ہے جوآپ کواشاعت اسلام کی راہ میں پیش آئیں۔آپ نے 1425ء میں گلبرگہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔(16)

ب۔ حدیث پر لکھی جانے والی کتب

حدیث میں روایت و درایت کے اعتبار سے جملہ علوم حدیث کے علاوہ وہ مباحث بھی شامل ہیں جو حدیث کی حجت و ضرورت، حدیث پر اعتراضات کے رد پر مشتمل ہیں۔اس کے علاوہ صحاح(17)، سنن(18)، مسانید(19)اور اربعین(20)پر جو شروح لکھی گئی ہیں وہ بھی علوم الحدیث میں شامل ہیں۔

1۔ اربعین اور سبعین کے مجموعہ ہائے احادیث

شیخ علی بن شہاب الدین ہمدانی (1314ء۔1386ء)نے، چالیس احادیث کا مجموعہ تحریر کیا جواربعین کہلاتا ہے۔ان احادیث کی سند کا سلسلہ شیخ نجم الدین محمد بن احمد الموفق ازکانی سے حضرت انس بن مالکؓ تک پہنچتا ہے۔اسی طرح شیخ ہمدانی نے ستر احادیث پر مشتمل ایک رسالہ بھی لکھا جو سبعین کہلاتا ہے۔لیکن اس میں جواحادیث ہیں وہ محدثین کے نقطہ نظر سے لائق اعتماد نہیں۔ شیخ فتح محمد بن محمد موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔(21)

2۔ شرح مشارق الانوار

شیخ محمد بن یوسف حسینی المعروف گیسودراز(1321ء۔1425ء)(22)نے علوم حدیث کے ضمن میں

مشارق الانوار (23) کی شرح تحریر کی۔(24) جو ایک وقت میں علم حدیث کے حوالہ سے برصغیر میں سب سے زیادہ شہرت کی حامل کتاب رہی ہے۔

ج۔ فقہ اور اصول فقہ پر لکھی جانے والی کتب

فقہ کے مروج اصطلاحی مفہوم سے قبل فقہ سے کل علوم دینیہ (حقوق و فرائض نفس) کی معرفت مراد لی جاتی تھی۔اس طرح فقہ کل اعتقادیات (مثلاً ایمان وغیرہ)، وجدانیات (اخلاق باطنہ و ملکات نفس) اور عملیات (مثلاً نماز، روزہ وغیرہ) پر مشتمل ہو جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں علم اخلاق و تصوف، اور علم معاملات وغیرہ سب فقہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ بعد ازیں اس کے دائرہ میں صرف عملی شرعی احکام کو زیر بحث لایا جانے لگا، یوں فقہ کا دائرہ محدود ہو گیا۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں فقہی علوم سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا گیا، متقدمین کی تصانیف پر حاشیے لکھے گئے اور فتاوی (25) کی نئی کتب کی تدوین کا کام بھی کیا گیا۔ زیر نظر دور حکومت میں کئی کتب تصنیف ہوئیں، ان میں سے چند مشہور کتب کا تعارف درج ذیل ہے:۔

1۔ مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کی فقہی تالیفات

سلطان محمد شاہ تغلق کے دور میں ہندوستان کے جلیل القدر عالم تھے فقہ، اصول، منطق، معانی اور بیان میں یکساں عبور رکھتے تھے اور ہر فن کی جزیات تک آپ کے فہم مطالعہ میں تھیں اس زمانہ کا کوئی عالم ایسا نہ تھا جس نے کسی نہ کسی طریق سے استفادہ نہ کیا ہو سلطان محمد شاہ تغلق آپ کا بے حد احترام کرتا اور لائق احترام گردانتا۔ آپ کی اہم تصنیفات میں سے کنز الدقائق (26) پر تعلیقات و حواشی قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح حسامی (27) اور مفتاح العلوم پر بھی انہوں نے مفید حواشی تحریر کیے۔ (28)

2۔ فوائد فیروز شاہی

فیروز شاہ تغلق کے عہد کا ایک فقہی مخطوطہ فوائد فیروز شاہی ہے۔ یہ کتاب اس دور کی علمی شخصیت شرف محمد عطائی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب عقائد پر ہے، جس میں مذہب، اخلاق اور معاشرت کے پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں گو کتاب کی ترتیب متداول کتب فقہ سے مختلف ہے لیکن خیالات میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ مصنف نے کتب فقہ کے علاوہ صوفیاء کی تصانیف حضرت علی ہجویری (1009ء۔1072ء) کی کشف المحجوب، مولانا شمس الدین یحییٰ کا رسالہ حجۃ الاسلام، زبدۃ الصالحین اور شیخ بہاء الدین ذکریا (1172ء۔1262ء) کی الاوراد سے بھی استفادہ کیا ہے۔(29) یہ کتاب ابھی تک طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی اور مخطوطہ کی شکل میں ہے۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں: پہلی جلد

(309)اوراق پر مشتمل ہے۔دوسری جلد(310) سے شروع ہو کر(437) پر ختم ہوتی ہے۔اس مخطوطہ کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے مصنفین بعض حروف کی پہچان کیلئے کچھ علامات لگا دیتے تھے۔مثلاً س کے نیچے نقطے جیسے سنان کی جگہ "پسنان"اور مجالس "کو مجالپس "لکھا ہے۔یہ نقطے زیر کی علامت کو ظاہر کر رہے ہیں کیونکہ سیف الدین کی س کے نیچے نقطے نہیں دیے گئے۔اسی طرح"گ"کو"ک"اور"ح"کو"ج"لکھا ہے۔اور 5 کے ہندسے کا انداز y اور I کی طرح ہے۔ اس مخطوطہ کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ "فہرست الابواب من الکتاب فوائد فیروز شاہی"فوائد فیروز شاہی 115 ابواب اور 574 فصول پر مشتمل ہے۔یہ مخطوطہ اچھی حالت میں نہیں ہے۔چند عنوانات ایسے ہیں جو فہرست میں تو ہیں لیکن اصل مخطوطہ میں نہیں ہیں۔مثلاً باب 71 اور 72 فہرست میں تو ہیں لیکن کتاب میں نہیں۔تاریخ کتابت مخطوطہ کے آخری صفحے کی آخری لائن پر درج ہے۔ فوائد فیروز شاہی کا ایک نسخہ ترکی استنبول لائبریری میں ہے۔اس کا ذکر علامہ مصطفی بن عبداللہ المعروف حاجی خلیفہ نے اپنی تصنیف کشف الظنون میں ان الفاظ میں کیا ہے۔"فوائد الفیروز شاہیہ فی الفروع الحنفیہ" دوسرا نسخہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلیکشن میں ہے۔(30)

3۔ فقہ فیروز شاہی

اسی دور کی ایک کتاب(فقہ فیروز شاہی) ہے جو صدرالدین یعقوب مظفر کرمانی نے لکھی۔ جسے ان کی وفات کے بعد فیروز شاہ تغلق نے شائع کرایا۔اس کا ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن کے کیٹلاگ میں موجود ہے۔فقہ فیروز شاہی کا ابتدائی حصہ مختلف علوم کی تعریف کے بارے میں ہے۔باب اول میں علم وجہل کی بحث ہے۔اس کے بعد الگ الگ فصلیں بنائی گئی ہیں۔صرف ونحو، علم عروض، علم حساب وغیرہ۔اس مخطوطہ میں فقہ کے مخصوص عنوانات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ، عیدین، جمعہ، تجارت، بیوع، نکاح، طلاق، خلع، ظہار، لعان، اجارہ، شراکت، زراعت، احتکار، ہبہ، عشر، قصاص، دیت، شہادت، اور جزیہ وغیرہ۔ فقہ فیروز شاہی میں طبّی معلومات جس انداز سے بیان ہوئی ہیں وہ دیگر کتب سے منفرد ہے۔اس میں نبض کی پہچان کے طریقہ اور مرض کا علاج ادویات سے نہیں بلکہ قدرتی اشیاء سے کیا جاتا تھا۔جیسے سیب، انار، کدو، خربوزہ، گاجر، شہد وغیرہ میں جو طبّی فوائد ہیں ان کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔اخلاقیات کے بارے میں بھی بہت عمدہ بحث ہے۔بیمار پرسی،احسان،حاجت روائی،صلہ رحمی،نرمی، حتّٰی کہ جانوروں پر رحم کے بارے میں بحث ہے۔اس کتاب میں قرآن،حدیث،چاروں فقہی مسالک حنفی،مالکی،شافعی اور حنبلی سے استدلال کیا گیا ہے۔اس کے بعد مصنف کے حالات زندگی،اور علمی مہارت پر بحث

ہے۔(31) زیر نظر کتاب کے مندرجات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کتاب کا دائرہ فقہ کے مخصوص عنوانات تک محدود نہیں بلکہ اس میں دیگر علوم مثلاً نحو، صرف، حساب و عروض، طب و اخلاقیات کو بھی زیر بحث لایا گیا، یوں گویا کتاب کے عنوان میں مذکور "فقہ" کو علم و دانش کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔

4۔ شرح ہدایہ

شیخ مخلص بن عبداللہ دہلوی کا لقب شیخ حمید الدین (م1363ء) تھا۔ آپ نے تفسیر قرآن کے علاوہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ (32) کی ایک نہایت عمدہ شرح لکھی لیکن وہ مکمل نہ ہو سکی۔ ان کے علاوہ علمی نوعیت کی چند اور کتب بھی تحریر کیں جن کا ذکر شیخ مجد الدین فیروز آبادی نے اپنی تصنیف الطاف الحنفیہ فی اشراف الحنفیہ میں کیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ان کی شرح ہدایہ کا ذکر کیا ہے اور اسے ایک بہترین شرح قرار دیا ہے۔(33)

5۔ شیخ عمر بن اسحاق غزنوی کی فقہی تالیفات

آپ (1305ء۔1372ء) کی کنیت ابو حفص تھی اور لقب سراج الدین تھا، آپ بہت بڑے عالم تھے۔ اس دور میں علم و فضل کے اعتبار سے دہلی کی مسند امامت پر شیخ وجیہ الدین دہلوی فائز تھے، ان سے آپ نے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ شمس الدین خطیب دلی، ملک العلما شیخ سراج الدین ثقفی اور شیخ رکن الدین بدایونی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا جو کہ شیخ ابو القاسم تنوخی (تلمیذ شیخ حمید الدین ضریر) کے شاگردوں میں سے تھے۔ پھر حج کے لیے حرمین شریفین کا قصد کیا اور شیخ خضر، شیخ رباط سدرہ سے عوارف المعارف کا سماع کیا۔ اس کے بعد قاہرہ چلے گئے اور شیخ احمد بن منصور جوہری سے تحصیل علم کیا۔ وہاں آپ کے فضل و کمال کے جوہر کھلے اور قاضی عساکر مقرر کیے گئے پھر اس منصب سے معزول ہو گئے۔ (34) آپ درج ذیل کتب کے مصنف و مؤلف ہیں:۔

1۔ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی شرح جو توشیح کے نام سے موسوم ہے۔ 2۔ الشامل، مسائل فقہ سے متعلق 3۔ زبدۃ الاحکام فی اختلاف ائمۃ الاعلام

4۔ ابن الساعاتی کی بدیع الاصول کی شرح 5۔ شرح المغنی للجنازی 6۔ غرۃ المنیفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ 7۔ شرح الزیادات 8۔ شرح جامع کبیر (نامکمل) 9۔ شرح جامع صغیر (نامکمل) 10۔ شرح المنار 11۔ شرح المختار 12۔ لوائح الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین 13۔ عدۃ الناسک فی المناسک

14۔ شرح عقیدۃ الطحاوی 15۔ اللوامع فی شرح جمع الجوامع 16۔ کتاب الخلاف 17۔ شرح تائیہ لابن الفارض

6۔ تحفۃ النصائح

شیخ یوسف چشتی (م1372ء) تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادبیات عربی کے ماہر تھے۔آپ کو طریقت سے بھی لگاؤ تھا ، شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید تھے۔مسائل فقہ سے متعلق آپ کی کتاب کا نام" تحفۃ النصائح" ہے، یہ کتاب عربی نظم میں ہے۔مسائل فقہ کو بصورت نظم بیان کرنا آپ کے کمال فقاہت پر دلیل ہے۔(35)

7۔ فتاویٰ تاتار خانیہ

فیروز شاہ کے دور کے ایک عہدہ دار خان اعظم تاتار خان کی خواہش پر فتاویٰ تاتار خانی مرتب ہوا۔اس کی حیثیت ایک فقہی انسائیکلو پیڈیا کی ہے جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے اسے علماء کی ایک کمیٹی نے مرتب کیا تھا جس کے سربراہ اس وقت کے معروف فقیہ عالم بن اندر پتی الحنفی (م1384ء) تھے تاتار خان کی یہ خواہش تھی کہ ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جس میں مسائل نہایت تفصیل سے بیان کیے جائیں اور جن آراء میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے ان آراء کو ماخذ کے حوالہ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔اس فتاویٰ کے مخطوطات ہند اور بیرون ہند کی کئی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔فتاویٰ تاتار خان کی پانچ جلدیں (مرتبہ قاضی سجاد حسین) حکومت ہند کی وزارت تعلیم کے زیر اہتمام دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد سے شائع ہوئیں۔دسویں صدی ہجری (سولہویں صدی عیسوی) کے ایک شامی عالم ابراہیم بن محمد حلبی نے اس کی تلخیص تیار کی ہے۔(36)

مولانا عالم بن اندر پتی کی علمی مہارت کے بارے میں نزہۃ الخواطر میں لکھا ہے کہ شیخ، امام، عالم کبیر فرید الدین عالم بن اندر پتی فقہ، اصول فقہ اور عربی ادبیات کے ماہر تھے۔انہوں نے 1375ء میں زاد المسافر کے نام سے کتاب لکھی۔جو امیر تاتار خان کے نام پر فتاویٰ تاتار خانیہ کہلائی۔اس وقت فیروز شاہ تغلق کی حکومت تھی، وہ علم فقہ سے خاص دلچسپی رکھتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اس کتاب کا انتساب اس کے نام کیا جائے۔لیکن مصنف اور تاتار خان کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم تھے، اس بنا پر مصنف نے فیروز شاہ تغلق جیسے بادشاہ کی خواہش کے خلاف کتاب کا نام فتاوٰی تاتار خانیہ رکھا۔کتاب کا نام "فتاوٰی تاتار خانیہ" بھی ہے "زاد السفر" بھی اور "زاد المسافر" بھی۔حاجی خلیفہ نے ایک جگہ "زاد المسافر فی الفروع" بھی لکھا ہے۔ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں تالیف کی گئی فقہ کی متعدد کتب میں فتاویٰ تاتار خانی کے حوالے ملتے ہیں جیسا کہ البحر الرائق (علامہ زین الدین ابن نجیم)، الدر المختار (علامہ علاء الدین حصکفی)، فتاویٰ حمادیہ (37) اور فتاویٰ عالمگیری (38) ہیں۔فتاویٰ کے مشتملات میں غیر مسلموں سے متعلق جو موضوع ہیں ان میں اہل ذمہ سے ازدواجی تعلقات، زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کے تبدیلی مذہب کی صورت میں نکاح و تفریق کے مسائل کے علاوہ اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسلم اولاد پر اپنے غیر مسلم بوڑھے والدین کا نفقہ واجب ہے اور یہ کہ متوفی غیر

مسلم کا سرپرست مسلم ہونے کی صورت میں تجہیز و تکفین سے متعلق اس پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔(39) جس سے اسلام کی روادارانہ تعلیمات اجاگر ہوتی ہیں جن کے بغیر اسلامی معاشرہ کا تصور عملی روپ نہیں دھار سکتا۔ یہ کتاب دنیا کے چھ بڑے کتب خانوں میں موجود ہے۔

8۔ توجیہ الکلام

سید یوسف بن جمال الدین حسینی (م1388ء) نے علم اصول میں نے توجیہ الکلام لکھی جو نسفی (40) کی منار الاصول کی مفصل شرح ہے۔(41)

9۔ افاضۃ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار

شیخ محمود بن محمد دہلوی (م1389ء) کی کنیت ابو الفضائل تھی اور لقب شیخ سعد الدین تھا۔ آپ بڑے حنفی علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ اپنے دور کے ماہر اساتذہ میں شمار ہوتے تھے، آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ نے علامہ حافظ الدین محمود نسفی کی تصنیف المنار فی الاصول کی شرح لکھی جس کا نام "افاضۃ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار"، رکھا، کنز الدقائق کی شرح بھی تحریر کی۔(42)

10۔ حاشیہ ہدایہ

شیخ حسین بن عمر غیاث پوری (1270ء۔1396ء) صالح، عالم دین تھے اور مشائخ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ علم طریقت شیخ نظام الدین اولیاء سے حاصل کیا۔ پھر 1303ء میں دہلی سے گجرات چلے گئے۔ علم فقہ میں مہارت حاصل تھی آپ نے فقہ میں المرغینانی کی مشہور کتاب ہدایہ پر حاشیہ تحریر کیا۔(43)

11۔ مثنوی طرفۃ الفقہاء

فیروز شاہ تغلق کے عہد میں لوگوں کا فقہ کی طرف اس قدر رجحان تھا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے ایک مرید مولانا رکن الدین نے فقہی مضامین سے متعلق ایک طویل مثنوی طرفۃ الفقہا کے نام سے لکھی اس میں تیس ہزار سے زائد اشعار ہیں۔(44)

د فن تاریخ نگاری

کسی قوم کی نشاۃ ثانیہ کے لیے تاریخی کتب کی جو اہمیت و افادیت ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ تاریخ کا فن اگر ایجاد نہ ہوتا تو انسان کے بڑے سے بڑے کارناموں اور ان کے انجام دینے والوں کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ ہر زمانہ کے لوگ گزشتہ دور کے مشاہیر کے حالات سے رہ نمائی حاصل کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان کی شہرت اور کامیابی سے لوگوں

میں بڑے کام سرانجام دینے کی خواہش اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے ۔اس طرح ایک دور کے کارنامے آئندہ دور کے کارناموں کی بنیاد اور پیش خیمہ بن جاتے ہیں اور یوں تہذیب و تمدن کی ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ برصغیر کے مسلم دور حکومت(1206ء۔1857ء) میں یہ خطہ فارسی تاریخ نویسی کا ایک عظیم مرکز بن گیااور یہاں کافی تعداد میں فارسی تواریخ لکھی گئیں۔ برصغیر کے مسلم حکمرانوں نے مقدور بھر فارسی اہل قلم کی سرپرستی کی ۔ تغلق دور حکومت میں فیروز شاہ تغلق نے تاریخی موضوعات پر لکھی جانے والی کتب میں دلچسپی کااظہار کیا۔تاریخی موضوعات پر لکھی جانے والی کتب کا تعارف درج ذیل ہے :

1۔ سرالصدور

شیخ فریدالدین ناگوری(م1351ء)، شیخ محمود بن علی بن حمید سعیدی سوالی ناگوری،آپ کالقب شیخ فریدالدین تھااور آپ لقب سے ہی مشہور تھے ناگور میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی اپنے والد سے جو عالم وصوفی تھے، علم حاصل کیا ان کے زیر تربیت رہے پھران کی جگہ تلقین وارشاد کی مسند سنبھال لی اپنے دور کے جلیل القدر عالم وفقیہ تھےآپ سے شیخ ضیاءالدین بخشی اور بہت سے حضرات نے علم حاصل کیاآپ کی ایک تصنیف کانام ''سرالصدور'' ہے جوآپ کے جد امجد کے حالات پر مشتمل ہے۔(45)

2۔ فتوحات فیروز شاہی

اس کتاب میں فیروز شاہ تغلق نے اپنے کارنامے گنوائے ہیں یہ کتاب تاریخی نقطہ ء نظر سے بہت اہم ہے۔اس سے ان کوششوں کا پتہ چلتاہے، جو فیروز شاہ نے برصغیر میں اسلامی علوم بالخصوص فقہ کی ترویج کے لیے کیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتاہے کہ بعض مذہبی ومعاشرتی مسائل کاآغاز جن کا حل آج مسلمان تلاش کررہے ہیں فیروز شاہ کے دور میں ہو چکا تھا ۔جیسا کہ اس دور میں ایک شخص رکن الدین نے سید محمد جونپوری یامرزاغلام احمد قادیانی کی طرح مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔اس کے علاوہ مزارات پر خواتین کے جمع ہونے کی رسم اس دور میں شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ فیروز شاہ لکھتا ہے کہ اسے یہ رسم زبردستی بند کروانا پڑی۔(46)اس کتاب میں وقائع فیروز شاہی کو آٹھ اسباق میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ (47)

3۔ تاریخ فیروز شاہی

منہاج سراج کی طبقات ناصری(1260ء) کے تقریباًایک سو سال بعد ضیاءالدین برنی نے 1357ء میں فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں تاریخ فیروز شاہی مرتب کی۔یہ تاریخ ایک طرح سے طبقات ناصری کا ضمیمہ ہی ہے

کیونکہ جہاں پر وہ (عہد ناصر الدین محمود دوم 1260ء) ختم ہوتی ہے تقریباً وہیں (عہد غیاث الدین بلبن 1266ء) سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس تاریخ میں خاندان غلاماں کے سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی 1266ء سے لے کر خاندان تغلق کے سلطان فیروز شاہ تغلق کے ساتویں سال جلوس (1357ء) تک کے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ بظاہر سو سالہ تاریخ جو در حقیقت پچانوے برس کی تاریخ پر محیط ہے، عہد غلاماں کے اواخر (1260ء۔1290ء)، خلجی عہد (1290ء۔1320ء) اور تغلق دور کے اوائل (1320ء۔1357ء) کی ایک مستند تاریخ ہے۔ (48) ضیاء الدین برنی نے اپنی تاریخ میں کہیں کہیں اپنے اور اپنے خاندان کے حالات کا ذکر کیا ہے لیکن یہ اس قدر تفصیلی نہیں ہے کہ ان کے بارے میں مکمل معلومات مل سکیں۔ وہ "برن" میں پیدا ہوئے جس کا موجودہ نام " بلند شہر" ہے۔ انہوں نے اپنی تاریخ پیدائش کسی جگہ نہیں لکھی اور نہ ہی کسی اور تذکرہ میں ملتی ہے، انہوں نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ ان کے باپ اور چچا کا شمار دہلی کی اہم شخصیات میں ہوتا تھا اس وجہ سے انہیں تمام سہولیات زندگی میسر تھیں۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ سلطان محمد تغلق کے ندیم مقرر ہوئے۔ (49) سیر الاولیاء میں ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر ملتا ہے:۔ 1۔ ماثر سادات، 2۔ ثنائے محمدی ﷺ 3۔ صلوٰۃ کبیر 4۔ حسرت نامہ 5۔ تاریخ آل برمک 6۔ عنایت نامہ 7۔ تاریخ فیروز شاہی (50) ان کی سب سے مشہور کتاب تاریخ فیروز شاہی ہے۔

آپ کو تاریخ سے خصوصی دلچسپ تھی اپنی اس دلچسپی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔ " چنیں گوید بندہ گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار ضیاء برنی کہ عمر بندہ در تصفح کتب گزشتہ است، و در ہر علمی بسی تصانیف سلف و خلف، مطالعہ کردہ اماو بعد علم تفسیر و حدیث و فقہ و طریقت مشائخ در، ہیچ علمی چندان منافع مشاہدہ نہ کردہ ام کہ در علم تاریخ" (51) " گنہگار بندہ، رور دگار کی مغفرت کا امیدوار ضیاء برنی کہ جس کی عمر کتابوں کے مطالعہ میں گزری ہے اور جس نے ہر علم پر متقدمین اور متاخرین کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یہ سمجھتا ہے کہ علم تفسیر، حدیث، فقہ اور طریقت مشائخ کے بعد میں نے کسی دوسرے شعبہ علم میں اس قدر فوائد نہیں دیکھے جتنے تاریخ میں ہیں" تاریخ فیروز شاہی کا اسلوب تحریر عام طور پر طبقات ناصری کی طرح سادہ و سلیس اور کہیں تاج المآثر کی طرح پر تکلف ہے یہ کتاب پہلی مرتبہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال سے 1862ء میں شائع ہوئی اسے سر سید احمد خان نے (کیپٹن ڈبلو ناسالیسس اور مولوی کبیر الدین کی نگرانی میں) ایڈٹ کیا۔ (52)

4۔ سیرت فیروز شاہی

تغلق دور کی ایک تاریخ کی کتاب سیرت فیروز شاہی ہے یہ تاریخ کسی گمنام مصنف نے سلطان فیروز شاہ تغلق

کے دور میں 1371ء میں تحریر کی یہ کتاب چار ابواب اور فیروز شاہ تغلق کے پہلے بیس سال (1351ء۔1371ء) تک کے حالات وواقعات پر محیط ہے اس کتاب کا اسلوب تحریر مرصع اور مسجع ہے۔(53)

5۔ تاریخ فیروز شاہی

شمس سراج عفیف کی تاریخ کو اگر برنی کی تاریخ فیروز شاہی اور سیرت فیروز شاہی کا تتمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ برنی کی تاریخ فیروز شاہ تغلق کے اڑتیس سالہ دور میں سے صرف پہلے سات سال کا اور سیرت فیروز شاہی پہلے بیس سال کا احاطہ کرتی ہے لیکن شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی، فیروز شاہ تغلق کی زندگی کے تمام حالات و واقعات پر مبنی کتاب ہے۔ شمس سراج عفیف نے اسے 1398ء میں تالیف کیا اس کتاب کا اسلوب تحریر نہ بہت سادہ ہے اور نہ ہی بہت پر تصنع بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے۔ شمس سراج عفیف نے تغلق سلاطین کے مناقب پر بھی کتب تحریر کیں جو اب دستیاب نہیں ہیں جیسا کہ شمس الدین سراج عفیف کی مناقب سلطان غیاث الدین تغلق، مناقب سلطان محمد بن تغلق، مناقب سلطان محمد بن فیروز تغلق، اور خرابی دہلی (فیروز شاہ تغلق کے بعد منگول حملوں کے نتیجہ میں) (54) ان کے علاوہ اس دور میں کچھ کتابیں بھی لکھی گئیں جو اگرچہ خالصۃً تاریخی کتب تو نہیں تاہم برصغیر میں اسلامی سلطنت کے آغاز کے بارے میں کافی مفید تاریخی معلومات کی حامل ہیں جیسا کہ مبارک شاہ فخر مدبر کی بحر الانساب اور آداب الحرب والشجاعۃ وغیرہ۔

نتائج تحقیق

درج بالا معلومات سے درج ذیل نتائج تحقیق اخذ ہوتے ہیں:۔

1۔ برصغیر کے تغلق دور حکومت میں تغلق حکمرانوں نے شعبہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی اور ملک میں علمی شخصیات کی حوصلہ افزائی کی۔

2۔ تغلق عہد حکومت میں علمی اور تاریخی حوالے سے کافی کام ہوا۔ اس حوالے سے اگر یہ کہا جائے کہ تغلق خاندان کا چورانوے سالہ دور رفاہ عامہ کے کاموں کے علاوہ فروغ علم کے حوالہ سے بھی سنہری دور تھا تو بے جا نہ ہو گا۔

3۔ فیروز شاہ تغلق ایک علم دوست اور صاحب تصنیف بادشاہ تھا چنانچہ فتوحات فیروز شاہی اس کی مشہور تصنیف شمار ہوتی ہے۔

4۔ اس کے دربار سے اس دور کے مشہور علماء اور مؤرخ وابستہ رہے۔

5۔ فیروز شاہ کے دور میں ایک دارالترجمہ و کتب خانہ بھی قائم تھا جس کے تحت دوسری زبانوں کی کتب کے

تراجم کئے جاتے تھے۔

6۔ فیروز شاہ نے "جوالا مکھی" مندر میں موجود بعض نادر کتب کے تراجم کرائے۔

7۔ زیر نظر دور حکومت میں جن دینی موضوعات پر کتب تحریر کی گئیں ان میں تفاسیر، کتب احادیث، فقہی کتب کی شروحات و فتاویٰ اور کتب تاریخ کی طرف بھی خاصی توجہ رہی۔

حوالہ جات

1۔ اس عرصہ میں تغلق خاندان کے درج ذیل سات حکمران گزرے ہیں۔

1۔	غیاث الدین تغلق	(1320ء۔1325ء)
2۔	محمد تغلق	(1325ء۔1351ء)
3۔	فیروز شاہ تغلق	(1351ء۔1388ء)
4۔	غیاث الدین تغلق (دوم)	(1389ء۔1388ء)
5۔	ابو بکر تغلق	(1389ء۔1390ء)
6۔	ناصر الدین محمد تغلق	(1390ء۔1394ء)
7۔	محمود شاہ تغلق	(1394ء۔1414ء)

2۔ سلطان فیروز شاہ تغلق (1351ء۔1388ء) کے والد کا نام سپہ سالار رجب تھا جو سلطان غیاث الدین تغلق کا چھوٹا بھائی تھا۔ فیروز شاہ کی والدہ کا نام بی بی کد بانو تھا۔ فیروز شاہ 1309ء میں پیدا ہوا، ابھی اس کی عمر سات سال کی تھی کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا سلطان غیاث الدین تغلق نے اس کی پرورش کی ذمہ داری لے لی۔ سلطنت کو چلانے کے اصول اس نے غیاث الدین تغلق (1320ء۔1325ء) اور محمد تغلق (1325ء۔1351ء) کے دور میں سیکھے۔ سلطان محمد تغلق کی تخت نشینی کے وقت فیروز شاہ سولہ برس کا تھا۔ محمد تغلق نے اسے امیر نائب مقرر کر کے نائب باربک کا خطاب دیا اور ہمیشہ اسے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ٹھٹھہ کے سفر میں بھی وہ محمد تغلق کے ساتھ تھا اور اس نے سلطان کے علاج کی ہر ممکن کوشش کی چونکہ محمد تغلق نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی اور فیروز شاہ ایک قابل اور ذہین شخص تھا اس لیے علمائے دین اور امرائے سلطنت نے باہمی مشورہ کر کے اسے محمد تغلق کا جانشین قرار دیا۔ گو محمد تغلق کی بہن خداوند زادہ اپنے بیٹے داور الملک کو بادشاہ بنوانا چاہتی تھی لیکن امراء کے سمجھانے پر خاموش ہو گئی آخر سب ارکان سلطنت نے متفقہ طور پر فیروز شاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا وہ 1351ء میں دریائے سندھ کے کنارے تخت نشین ہوا اور امراء نے اس کی بیعت کی۔ (عفیف، شمس سراج: فیروز شاہی (مترجم محمد فدا علی طالب) ص47،49 فکشن ہاؤس، مزنگ روڈ، لاہور، 2004ء)

3۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ص435، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور 1994ء

4۔ فرشتہ، قاسم محمد: تاریخ فرشتہ (مترجم خواجہ عبدالحہ) 1:445 بک ٹاک ٹیمپل روڈ، لاہور 1991ء

5۔ غیاث الدین تغلق کے دور میں خراسان کے ایک حکمران نے ملتان دیپالپور اور اس کے آس پاس کے علاقوں

پر حملہ کیا۔اسی حملہ کے دوران اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔جس شب بچے کی ولادت ہوئی اسی شب سلطان غیاث الدین تغلق نے خراسانی لشکر پر حملہ کر دیا۔خراسانی لشکر کو شکست ہوئی۔اور اس نے راہ فرار اختیار کی۔بچہ گہوارہ ہی میں رہ گیا۔سلطان غیاث الدین کا لشکر مال غنیمت کے ساتھ اس بچے کو بھی اس کے پاس لایا۔غیاث الدین تغلق بچے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔اور اس بچے کی پرورش خود اپنی نگرانی میں کرائی۔غیاث الدین تغلق نے اس بچے کا نام تاتار خان رکھا۔سلطان غیاث الدین نے اس بچے کی تعلیم و تربیت بیٹوں کی طرح کی۔تاتار خان ذہانت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھا۔اس نے اپنی زندگی میں بہت سے علاقے فتح کیے۔(عبدالحئ حسنی، نزہۃ الخواطر 2:19،ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، 1991ء)

6۔ اسحاق بھٹی، محمد: فقہائے ہند، 1:193 ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور 1976ء

7۔ عبدالحئ حسنی، نزہۃ الخواطر، 2:161

8۔ آپ (1229ء۔1325ء) کا نام محمد اور لقب نظام الدین تھا 1229ء میں بدایوں میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ کے بچپن میں ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔بعد ازاں دہلی پہنچے اور حضرت فریدالدین گنج شکر کے شاگرد ہوئے، بعد ازیں سلسلہ چشتیہ کے نظامیہ طریقہ کے بانی قرار پائے۔جب غیاث الدین تغلق تخت نشین ہوا۔تو ابتدا میں اس کے تعلقات آپ کے ساتھ بہتر نہ تھے، لیکن بعد میں ٹھیک ہو گئے تھے۔آپ تمام عمر اصلاح نفس اور تہذیب و اخلاق کا نظام قائم کرنے کے لئے کوشاں رہے۔(کرمانی، محمد بن مبارک سید، میر خورد:، سیر الاولیائ، ص 10، در مطبع محب ہند، فیض بازار، دہلی، 1302ھ)

9۔ شیخ جلال الدین دہلوی بن حسام الدین دہلوی اس وقت کے مشہور علماء میں سے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی (1295ء۔1315ء) کے دور میں تذکیر و موعظت میں ان کا جواب نہ تھا۔وعظ میں علمی مسائل و نکات، خوف و خشیت الٰہی بیان کرتے، دل گداز نظمیں بھی پڑھتے تھے۔ شیخ رکن الدین کی طرف سے انہیں یہ اجازت حاصل تھی کہ لوگوں کو اپنے حلقہ بیعت میں داخل کریں۔چنانچہ بیعت لیتے اور سجادہ مشخیت بیٹھتے تھے۔(ضیاءالدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، ص 351 (مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)، اردو سائنس بورڈ 299۔اپر مال، لاہور، سن اشاعت، 2004۔ نزہۃ الخواطر 2: 24)

10۔ اسحاق بھٹی، محمد: فقہائے ہند، 1:101

11۔ عبدالحئ حسنی، نزہۃ الخواطر 2:89

12۔ آپ کے لقب گیسو دراز سے متعلق کئی روایات ملتی ہیں ایک یہ کہ ایک بار آپ اپنے شیخ حضرت نصیرالدین سے ملنے گئے وہ اوپر کی منزل پر تھے انہوں نے اپنے ملازم سے کہا سید محمد کو بلالاؤ۔اس وقت سید محمد نام کے کئی افراد وہاں موجود تھے، ملازم نے واپسی آکر پوچھا کہ کون سے سید محمد کو بلاؤں، تو شیخ نصیرالدین نے فرمایا گیسو دراز کو۔اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ ایک دن سید محمد اپنے شیخ کی پالکی اٹھا کر چل رہے تھے۔بال لمبے ہونے کے سبب پالکی کے پائے میں الجھ گئے لیکن یہ کچھ نہ بولے۔جب شیخ

نصیرالدین کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد   واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد (عبدالحق محدث دہلوی، اخبالاخیار، ص130)

13۔ آپ 1324ء میں شیخ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ اپنے تقویٰ اور خاموش ریاضت کی وجہ سے آپ نے خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل میں وہ جگہ پائی جو ان کے دوسرے مریدوں کو میسر نہ تھی۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے بعد چشتیہ سلسلہ کے مرکزی نظام کو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی (م1357ء) نے سنبھالا۔ آپ نے اپنے سلسلہ کا کام انتہائی نا مساعد حالات میں کیا۔ (اسحاق بھٹی، محمد: فقہائے ہند، 1: 298)

14۔ سالم قدوائی، ڈاکٹر، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص، 27، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 1993ء

15۔ عبدالحئی حسنی، نزہۃالخواطر 3:118

16۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ص368

17۔ ایسی مسند (جس کا سلسلہ اسناد رسول اللہ تک پہنچتا ہے۔) حدیث جس کے راویوں کا سلسلہ اسناد آخر کلام تک متصل ہو اور اس کے راوی عادل وضابط ہوں اور اس میں کوئی علت نہ ہو صحیح حدیث کہلاتی ہے۔ وہ مجموعے جن میں صحیح حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث نہ ہو کتب صحاح کہلاتی ہیں۔ ایسے دو مجموعے جو خاص طور پر مستند ہیں وہ صحیح بخاری (م256ھ/870ء) اور صحیح مسلم (م261ھ/875ء) ہیں۔ ان دونوں کتب میں صرف وہ احادیث درج ہیں جو بالکل صحیح تسلیم کی گئی ہیں۔ (الحاکم نیشاپوری: معرفۃ علوم الحدیث، ص60)

18۔ صحاح ستہ میں شامل صحیحین کے علاوہ باقی چار کتب (سنن ابی داؤد (م275ھ/889ء) سنن ترمذی (م 279ھ/892ء)، سنن نسائی (م303ھ/915ء)، سنن ابن ماجہ (م273ھ/886ء) سنن سے متعلق ہیں اس لئے ان کے مجموعہ کا عام طور پر ملا کر سنن اربعہ کہا جاتا ہے۔ ان میں نہ صرف وہ احادیث ہیں جو صحیح تسلیم کی جاتی ہیں بلکہ وہ بھی جو حسن کہلاتی ہیں اور عام طور پر وہ احادیث بھی جن پر فقہانے فقہ کے استنباط میں اعتماد کیا ہے۔ (الحاکم نیشاپوری: معرفۃ علوم الحدیث، ص60)

19۔ ابتدا میں احادیث کو ان کے مضمون کے اعتبار سے مرتب نہیں کیا جاتا تھا بلکہ صرف راویوں کے لحاظ سے ایسے مجموعہ کو ان کامل الاسناد احادیث کے نام پر جو اس میں مندرج ہوں مسند کہا جاتا تھا۔ اس طرح یہ نام ایک اکیلی حدیث سے پورے مجموعہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ ان تصانیف میں سب سے مشہور امام احمد بن حنبل (م885ء) کی مسند ہے۔ (الحاکم نیشاپوری: معرفۃ علوم الحدیث، ص61)

20۔ ایسے مجموعے جن میں چالیس اہم احادیث مذکور ہوں وہ اربعین کہلاتی ہیں۔ (الحاکم نیشاپوری: معرفۃ علوم الحدیث، ص61)

21۔ عبدالحیٔ حسنی، نزہتہ الخواطر 2:89

22۔ ان کا تعارف زیر نظر مقالہ میں حوالہ نمبر 12 تفسیری ورثہ کے تحت ہو چکا ہے۔

23۔ تیرہویں صدی عیسوی میں برصغیر میں علم حدیث کے حوالہ سے مشارق الانوار نے شہرت حاصل کی۔ اسے رضی الدین حسن بن محمد بن حسن صاغانی (1181ء۔1252ء) نے مرتب کیا۔ اس میں صحیحین سے انتخاب کردہ احادیث تھیں ۔اس کتاب میں 2253 احادیث شامل ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے منتخب کی گئی ہیں۔ان احادیث میں سے 227 صرف صحیح بخاری میں ہیں اور 875 صرف صحیح مسلم میں اور 1051 احادیث دونوں میں موجود ہیں۔ صاغانی نے صرف احادیث قولیہ کا انتخاب کیا ہے اور ان کو احادیث فعلیہ و تقریریہ نیز روایت بالمعنیٰ پر ترجیح دی ہے۔ یہ کتاب بارہ ابواب میں منقسم ہے اور باب کی ذیلی تقسیم ایک یا زیادہ فصلوں میں کی گئی ہے۔(عبدالحیٔ لکھنوی، نزہتہ الخواطر 1:156)

24۔ عبدالحیٔ حسنی، نزہتہ الخواطر 3:118

25۔ فتویٰ کی جمع فتاویٰ ہے۔ فتویٰ وہ ہے جو کسی فقیہ کی جانب سے دیا جائے گویا یہ افتی العالم اذا بین الحکم '' عالم نے فتویٰ دیا یا حکم بیان کیا۔(لسان العرب و تاج العروس بذیل مادہ فتی) فتاویٰ سے عموماً شریعت اسلامی کے وہ فروعی مسائل مراد ہوتے ہیں جن کے بارے میں کسی فقہی مکتب فکر کے بانی یا اس کے ساتھیوں سے کچھ منقول نہیں ہوتا اور بعد کے متاخرین علما اپنے اجتہاد و استنباط کے ذریعہ ان کا حل پیش کرتے ہیں۔(اردو دائرہ معارف اسلامیہ 15:139 بحوالہ دستور العلماء 3:13)

26۔ حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود (م1310ء)، ایک مشہور حنفی فقیہ اور عالم دین گزرے ہیں۔ انہوں نے وافی کا ایک خلاصہ کنز الدقائق کے نام سے تحریر کیا۔ اس کتاب کی بکثرت شروح لکھی گئیں۔(خیر الدین زرکلی، الاعلام، 4: 192)

27۔ حسام الدین محمد بن محمد بن عمر (م1247ء)، فرغانہ کے مشہور عالم دین تھے۔ اگرچہ ان کی شہرت حسام الدین کے لقب سے ہے لیکن انہیں ابن ابی المناقب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف میں سے المنتخب فی اصول المذاہب (حسامی العظامی یا المنتخب الحسامی) اصول فقہ کی اہم کتاب ہے اس کتاب کی کئی شروح تحریر کی گئیں۔ (اختر راہی: تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص91، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، 1978ء)

28۔ عبدالحیٔ حسنی، نزہتہ الخواطر، 1:165

29۔ خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ص397

30۔ ایضاً

31۔ محمد حبیب، خلیق احمد نظامی، جامع تاریخ ہند

32۔ برہان الدین المرغینانی (1135ء۔1197ء) صاحب ہدایہ کے لقب سے معروف ہیں۔ ان کی فقہ میں معتبر اور

مستند تصانیف ہیں ان کی شہرہ آفاق کتاب الھدایہ نے انہیں بہت شہرت بخشی۔المرغینانی حافظ قرآن، مفسر، محدث،فقیہہ، محقق، اور بہت بڑے اصولی تھے۔(الزرکلی،الاعلام73:5)اردودائرہ معارف اسلامیہ461:20)

33 ۔ عبدالحئ حسنی، نزہۃالخواطر،2:161

34۔ ایضاً2:96

35۔ ایضاً2:179

36۔ ایضاً2:69

37۔ یہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ سکندر لودھی کے دور(1489ء۔1517ء) میں مرتب ہوا۔کتاب ابوالفتح رکن الدین بن حسام الدین المفتی الناگوری کی نویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔یہ کتاب انہوں نے اپنے بیٹے داؤد کی مدد سے مکمل کی۔اس کی تالیف کے محرک چونکہ قاضی حمادالدین احمد تھے جو گجرات کے شہر نہروالہ میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز تھے اس لئے فتاویٰ کی نسبت ان کی طرف ہے۔اس کتاب کاآغاز کتاب الطہارت اور اختتام کتاب الفرائض سے ہوتاہے(محمد اسحٰق بھٹی: برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، ص126،131)

38۔ برصغیر میں فقہ کے متعلق اس وقت کئی کتابیں موجود تھیں لیکن کوئی جامع کتاب نہیں ملتی تھی۔جب اور نگ زیب عالمگیر(1657ء۔1707ء)نے باقاعدہ شرع ملک میں رائج کی تو اس کو احساس ہوا کہ کچھ معاملات میں صحیح شرعی فیصلے پر پہنچنے میں مشکل ہوتی ہے۔لہٰذا اس لیے اس نے برصغیر کے چالیس معروف علماء کی ایک جماعت کو فقہ پر مبنی مسائل منتخب کر کے ایک کتاب تیار کرنے کا حکم دیا۔اس جماعت کے صدر شیخ نظام الدین تھے۔علماء کے لیے وظائف مقرر ہوئے اور آٹھ سال کی محنت کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی۔(شیخ محمد اکرام:رود کوثر، ص477)

39۔ آرٹیکل، منزہ حیات، پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن، غیر مسلموں کے بارے میں برصغیر کے فتاویٰ کا نقطہ ء نظر (تیرہویں تا پندرہویں صدی عیسوی کا ایک مطالعہ)، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریایونیورسٹی،ملتان،والیم10،ص125،دسمبر2012ء

40۔ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود(م1310ء)،ایک مشہور حنفی فقیہ اور عالم دین گزرے ہیں آپ صغد کے علاقہ میں مقام نسف پیدا ہوئے۔ کتاب المنار فی اصول الفقہ ان کی بہترین تصنیف ہے جو اصول فقہ پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب ہے۔بعد کے ادوار میں اس کی متعدد شروح لکی گئیں لیکن انہوں نے خود بھی اس کی دو شرحیں لکھیں جن میں سے ایک کا نام کشف الاسرار 2 جلدوں میں ہے۔ان کی ابتدائی تجویز کے مطابق المرغینانی کی ہدایہ کی ایک شرح لکھی جانے تھی لیکن بالآخر فقہ کی ایک مستقل تصنیف کتاب الوافی وجود میں آگئی اور اس پر انہوں نے 1285ء میں ایک خاص شرح کتاب الکافی مرتب کی۔اس سے پہلے انہوں نے وافی کا ایک خلاصہ کنزالدقائق کے نام سے تحریر کیا۔(خیرالدین زرکلی،الاعلام،4: 192)

41۔ عبدالحیٔ حسنی، نزہۃالخواطر 2:164

42۔ ایضاً 2:160

43۔ ایضاً 2:46

44۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ص 433

45۔ عبدالحیٔ حسنی، نزہۃالخواطر، 109: 2

46۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ص 435

47۔ فرشتہ، قاسم محمد: تاریخ فرشتہ (مترجم خواجہ عبدالحہ) 1:452

48۔ سرہندی، یحییٰ بن احمد، تاریخ مبارک شاہی (مترجم ڈاکٹر آفتاب اصغر) ص 40، اردو سائنس بورڈ، اپر مال، لاہور 1986ء

49۔ Barani, Syed Hassan, Ziauddin Barni, Islamic Culture, p77, Jan,1938

50۔ میر خورد، سیر الاولیاء، ص ۲۷۲، منزل نقشبندیہ کشمیری بازار، لاہور، س۔ن

51۔ برنی، ضیاءالدین، تاریخ فیروز شاہی، ص 11، شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، سن اشاعت 1957

52۔ برنی، ضیاءالدین، تاریخ فیروز شاہی (مترجم ڈاکٹر سید معین الحق)، ص 33

53۔ سرہندی، یحییٰ بن احمد، تاریخ مبارک شاہی، ص 40

54۔ ایضاً، ص 41